سوال

(18) بدعت لغوی اور بدعت شرعی میں فرق

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

(1) بریلوی مولوی اپنی مروجہ بدعات کو ثابت کرنے کے لیے درج ذیل دلائل پیش کرتے ہیں :

1۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تراویح کی جماعت کا حکم دینا اور فرمانا "نعمت البدعۃ ہذہ" یہ ایک اچھی بدعت ہے ۔ لہذا اچھی بدعت جائز ہے ۔

2۔ مرقاۃ باب الاحکام میں حدیث ہے : جس کام کو مسلمان اچھی جانیں وہ اللہ کے نزدیک بھی اچھا ہے ۔

3۔ مشکوٰۃ باب العلم میں ہے : "جو کوئی اسلام میں اچھا طریقہ جاری کرے گا اس کو اس کا ثواب ملے گا اور اس کو بھی جو اس پر عمل کریں گے اور ان کے ثواب میں کچھ کمی نہ ہوگی ۔ اور جو شخص اسلام میں برا طریقہ جاری کرے گا ۔ تو اس پر اس کا گناہ بھی ہے اور اس کا بھی جو اس پر عمل کریں گے اور ان کے گناہ میں کچھ کمی نہ ہوگی ۔ "

آپ ذرا ان دلائل کا پوسٹ مارٹم کردیں ۔ جزاکم اللہ خیراً ۔

2۔ کیا "بدعت حسنہ" اور بدعت سئیہ" کی تقسیم درست ہے ؟ جبکہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عمل وقول موجود ہے یعنی تراویح کی جماعت کا حکم اور فرمایا :

"نعمت البدعۃ ہذہ" "یہ ایک اچھی بدعت ہے "اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : "وَكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ" ہر بدعت گمراہی ہے ۔ (حافظ عاطف منظور، فتح ٹاؤن اوکاڑہ)

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

"نعمت البدعۃ ہذہ" سے مراد بدعت شرعی نہیں بلکہ بدعت لغوی ہے ۔ دیکھئے منہاج السنۃ لشیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ ومرعاۃ المفاتیح (4/327ح1309) یہی تحقیق شاطبی (الاعتصام 1/250) اور ابن رجب (جامع العلوم والحکم :28) کی ہے ۔

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :

"والبدعۃ علیٰ قسمین : القسم الاول :

تارة تكون بدعة شرعية كقوله صلی اللہ علیہ وسلم "

"وَكُلُّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ وَكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ"

القسم الثاني : "وتارة تكون بدعة لغوية، كقول أمير المؤمنين عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ عن جمعه إیاهم علی صلاة التراويح واستمرارهم : نعمت البدعة هذه".

بدعت کی دو قسمیں ہیں : (1) بدعت شرعی جیسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے : (دین میں) ہر نئی چیز بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔

2۔ اور کبھی یہ بدعت لغوی ہوتی ہے جیسے امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن خطاب کا قول، جو لوگوں کو نماز تراویح پر مستقل جمع کرنے کے بارے میں ہے یہ اچھی بدعت ہے۔ (تفسیر ابن کثیر 1/348، البقرۃ : 117)

یاد رہے کہ تراویح کی جماعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قولاً اور فعلاً دونوں طرح ثابت ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ ہر وہ بدعت گمراہی ہے جس کی شریعت میں کوئی دلیل نہیں ہے۔

اسے بدعت شرعی کہا جاتا ہے۔ سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قول میں بدعت سے مراد شرعی بدعت نہیں بلکہ ایک ایسے عمل کو بدعت کہا گیا ہے جو کہ سنت سے ثابت ہے لہذا اسے لغوی بدعت کہا جائے گا یہ شرعی بدعت نہیں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

"من أحدث في ديننا ما ليس فيه فهو رد"

"جس نے ہمارے دین میں کوئی ایسی بات نکالی جو اس میں موجود نہیں تو وہ مردود ہے۔ (جزء من حدیث لوین : 69 وسندہ صحیح، شرح السنۃ للبغوی : 103، وسندہ حسن)

سیدنا ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی قول :

"ما رأى المسلمون حسنا فهو عند الله حسن"

"میں المسلمون سے مراد تمام (صحیح العقیدہ) مسلمان ہیں لہذا یہ حدیث اجماع کی دلیل ہے"

"مَن سَنّ فِي الإسلام سُنّةً حَسَنَةً الخ" سے مراد طریقہ جاری کرنا ہے، طریقہ گھڑنا اور ایجاد کرنا نہیں ہے۔ جو طریقہ سنت سے ثابت ہے اسے جاری کرنے میں ہی ثواب ہے۔

بدعت حسنہ اور سیئہ کی تقسیم قطعاً درست نہیں ہے، سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قول کو اس سلسلے میں پیش کرنا صحیح نہیں ہے کیونکہ اس سے مراد لغوی بدعت ہے جیسا کہ اُوپر مذکور ہے۔ نیز سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان :

"كل بدعة ضلالة وإن رآها الناس حسنة"

"ہر بدعت گمراہی ہے اگرچہ لوگ اسے (بدعت) حسنہ ہی قرار دیں۔ (السنۃ للمروزی : 81 وسندہ حسن) بھی اس تقسیم کو باطل قرار دیتا ہے۔ (الحدیث : 10)

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

جلد1۔کتاب العقائد۔صفحہ88

محدث فتویٰ